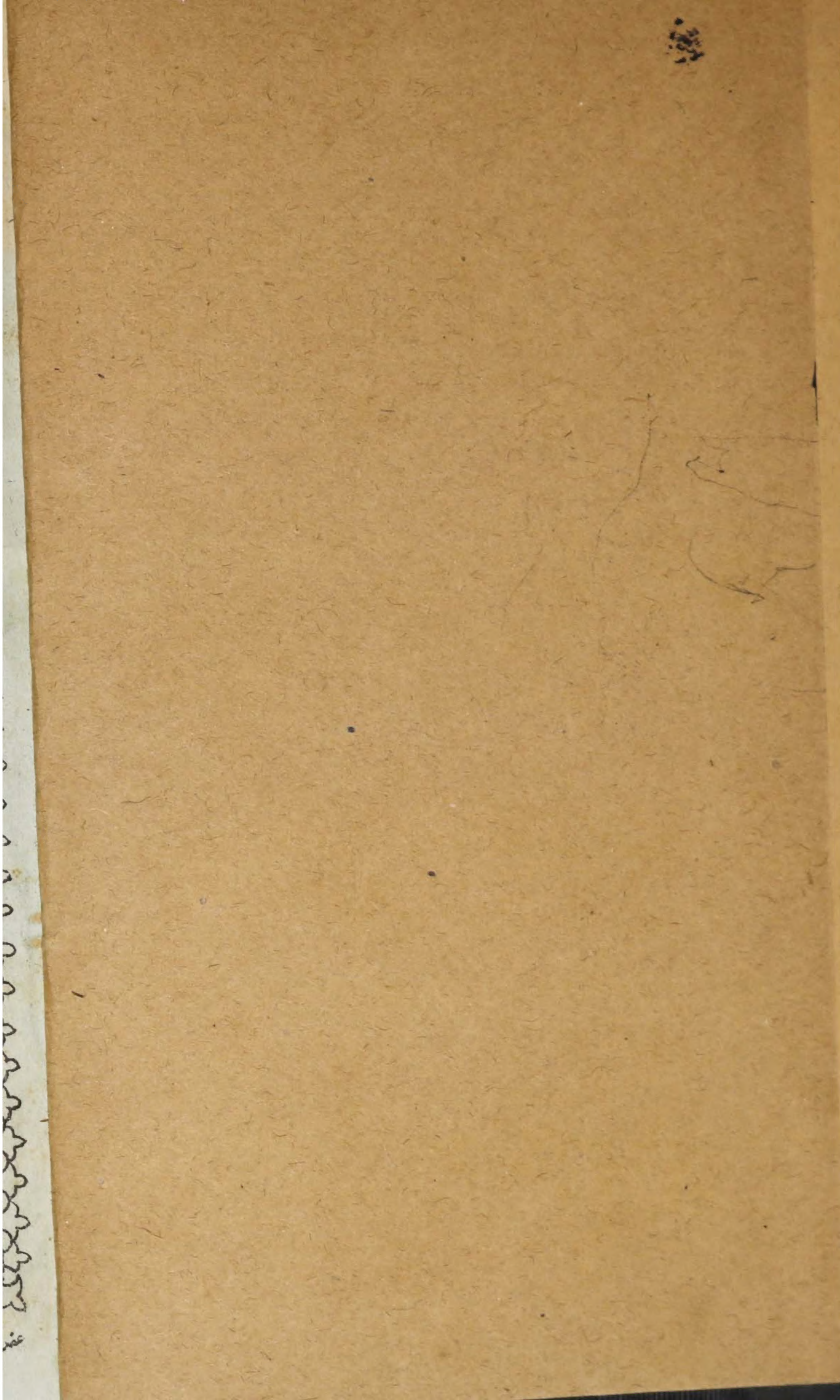


الحمد للہ و المنتہ

کہ

صحیفۂ رحمانیہ

نمبر ۷

مسمّے بہ

دعوی نبوت مرزا

از افادات شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مولانا سید ابو احمد رحمانی

متع اللہ المسلمین بطول بقائہ

حسب فرمایش جناب منشی محمد اختر صاحب مختار جموئی ضلع مونگیر

باجازت منشی محمد آغا جان صاحب لکھنوی پرنٹر باہتمام منشی رحمان علی اعجازی منیجر

در مطبع وکٹوریہ پریس بدایوں حلیۂ طبع پوشید

عفت علی خاں کاپی نویس

خیر خواہان اسلام

اس وقت مذہب اسلام پر دو طرح سے حملے ہو رہے ہیں ایک بیرونی عیسائیوں اور آریوں کا اسکے لئے رسالے دفع التلبیسات اور پیغام محمدی شائع کئے گئے اور بعض اور رسالے بھی انشاء اللہ شائع ہوں گے مسلمانونکو اور خصوصاً اہل علم کو اسوقت اونکا دیکھنا اور انکی اشاعت میں کوشش کرنا ضرور ہے۔ دوسرا حملہ اندرونی گروہ مرزائیہ اور بہائیہ کا یہ حملہ عوام کے لئے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہ دونوں گروہ ظاہر میں اسلام کو مانکر دین محمدی اور اسلام قدیم کو مٹا کر نیا مذہب قایم کرنا چاہتے ہیں اور اسلام اوسکا نام رکھتے ہیں اس پیچ سے عوام اور کم علم واقف نہیں ہو سکتے اس لئے بہ نظر خیر خواہی اہل اسلام متعدد رسالے اور تحریریں ایسی شائع کی گئیں جن سے بانی مذہب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی حالت معلوم ہو۔ اس گروہ میں پالیسی اور ناجائز مصلحت بہت برتی جاتی ہے غالباً اسی وجہ سے اس میں ایک جماعت یہ ظاہر کرتی ہے کہ ہم مرزا صاحب کو نبی یا رسول نہیں مانتے بلکہ مجدد اور بزرگ مانتے ہیں اور کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ اس رسالے میں مرزا صاحب کے صریح اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ کوئی شخص مرزا صاحب کے اقوال والہامات پر ایمان لاکر اور اونھیں سچا اعتقاد کرکے سچائی سے نہیں کہہ سکتا کہ مرزا صاحب نبی نہیں تھے۔ اور اونکا منکر کافر نہیں ہے کیونکہ مرزا صاحب صاف طور سے نبوت تشریعی کا دعوی کرتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو افضل الانبیا سمجھتے ہیں البتہ یہ اقوال اون کے آخر کے ہیں پہلے اقوال اس کے خلاف ہیں یعنی بتدریج اُنھوں نے ترقی کی ہے۔ اسلئے عجب نہیں کہ بعض اون کے ماننے والے بھی مغالطہ میں ہوں۔ طالبین حق کو چاہیئے کہ اون کے متخالف اور متعارض اقوال کو غور سے دیکھیں۔ فرقہ بہائیہ جو تھوڑے عرصہ سے رنگون سے ضلع چھپرہ میں آیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے اطراف عالم میں اس کے ماننے والے بہت ہو گئے ہیں۔ اب ہندوستان اس نجاست سے آلودہ ہوا چاہتا ہے اللہ تعالے بچائے۔ اسوقت تمام مسلمانوں کو اور خصوصاً اہل علم کو بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اللہ تعالے سب کو ہمت اور توفیق دے۔ آمین۔

ابو احمد رحمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مرزا صاحب کا دعویٰ نبوّت و افضلیت

اِس سے پہلے کے صحیفہ میں دکھایا گیا ہے کہ مرزا صاحب کو نبوّت مستقلہ کا دعویٰ تھا اور تین طریقوں سے اِسے ثابت کیا ہے. اوّل یہ کہ مرزا صاحب نے اپنے آخری زمانے میں دنیا کے اُن تمام مسلمانوں کو قطعی کافر کہا ہے جو مرزا صاحب کے دعوے کو صاف طور سے نہیں مانتے ہیں یہ وہ دعویٰ ہے کہ امت محمدیہ کے کسی عالی مرتبہ بزرگ نے نہیں کیا باوجودیکہ بعض بزرگوں کو کافر کہا گیا مگر اُنھوں نے کسی کو کافر نہیں بنایا۔ دوم یہ کہ مرزا صاحب نے غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کو قطعاً حرام بتایا ہے اور اِسی طرح اُس سے رشتہ ناتا کرنے اور بیٹی دینے کی بھی ممانعت کی ہے اور تمام اہل علم جانتے ہیں کہ مرزا صاحب کا یہ کہنا اُسی وقت صحیح ہوسکتا ہے کہ اُن کے خیال کے بموجب دنیا کے تمام مسلمان غیر احمدی کو کافر تسلیم کر لیا جائے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اہل سُنّت نے نہایت اہتمام کی وجہ سے اِس مسئلہ کو عقائد کی کتابوں میں داخل کر دیا ہے کہ ہر کلمہ گو فاسد العقیدہ اور نیک و بد کے پیچھے نماز درست ہے۔ سوم مرزا صاحب کے بعض اقوال نقل کئے ہیں جن میں اُنھوں نے نہایت صاف طور سے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اُس دعوے کو ثابت کیا جس سے اکثر احمدی انکار کر رہے ہیں

یعنی نبوّت تشریعی کو اور مرزا صاحب صاف طور سے اربعین میں نبوّت تشریعی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ اُن کے صاحبزادے مرزا محمود نے (جو اب خلافت کی گدی پر بٹھائے گئے ہیں) ایک خاص رسالہ لکھا ہے جسمیں نہایت شد و مد سے اپنے والد یعنی مرزا صاحب کے اقوال سے دنیا کے سارے مسلمانوں کا کافر ہونا ثابت کیا ہے۔ اس **صحیفہ میں**۔ مرزا صاحب کے اُسی دعوے کی زیادہ تشریح منظور ہے اور چوتھے طریقہ سے دعوی نبوّت ثابت کرکے یہ دکھانا مدنظر ہے کہ اُن کا دعویٰ صرف اسی قدر نہیں ہے کہ میں نبی صاحب شریعت ہوں۔

بلکہ یہ دعویٰ ہے کہ میں تمام انبیاء سے افضل ہوں۔ یہاں تک کہ حضرت سرورِ انبیا محمد مصطفٰے سے بھی افضل ہوں گریہ آخری دعویٰ صاف لفظوں میں نہیں ہے البتہ اون کے تمام اقوال کے دیکھنے اور اُن کے ملانے سے بخوبی اظہر من الشمس ہوتا ہے بہ نظر تحقیق حق اُن کے اقوال ملاحظہ کرکے فیصلہ کیا جائے۔

چوتھے طریقے کے متعلق مرزا صاحب کے بعض اقوال

قول مرزا

(۱) جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیساکہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا اُنھیں مجھسے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ میں اون کی ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرے کو سُن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹)

حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ میں بھی اپنی وحی کی نسبت ایسا ہی لکھا ہے۔

اُس کا نتیجہ

اس قول سے کئی باتیں ثابت ہوئیں **اوّل** یہ کہ مرزا صاحب اپنی وحی کو ایسا ہی

قطعی اور یقینی خدا کا کلام جانتے ہیں جیسا قرآن مجید ہے اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ مرزا صاحب کو ویسا ہی نبوّت کا دعویٰ ہے جیسا حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور نہ مرزا صاحب کی وحی کا قطعی اور یقینی کلام خدا ہونا اور اوس پر ایمان لانا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مرزا صاحب اپنی وحی کے منکر کو ویسا ہی کافر سمجھیں گے جیسا منکر قرآن مجید کو۔ اب جو حضرات اُن پر ایمان لا چکے ہیں اور اُن کے تمام اقوال کی تصدیق کرتے ہیں وہ ضرور اُن کے تمام نہ ماننے والوںکو کافر جانتے ہوں گے اگرچہ کسی مصلحت سے انکار کریں۔ اور تمام کلمہ گو کو مسلمان بتائیں۔ دوّم یہ کہ مرزا صاحب اپنی وحی کے مقابلہ میں تمام احادیث نبویہ کو بیکار بتاتے ہیں کیونکہ وہ اپنی وحی کا ثبوت اور منجانب اللہ ہونا قطعی بتاتے ہیں اور احادیث کا ثبوت ظنی کہتے ہیں بلکہ بلاتعین اُنھیں موضوع یعنی جھوٹی باتیں بنائی ہوئی کہتے ہیں اس میں دوسرے طریقے سے نبوّت کا دعویٰ ہے۔

قول مرزا

(۲) میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اسس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۱)

اُس کا نتیجہ

دیکھا جائے کہ کس صفائی سے اپنے الہامات پر ایمان لانا ویسا ہی فرض بتاتے ہیں جیسا قرآن مجید پر اور اُن کے کلام خدا ہونے پر ویسا ہی انھیں یقین ہے جیسے قرآن مجید کے کلام خدا ہونے پر اس کہنے کے بعد کسی ذی علم کو تامل نہیں رہ سکتا کہ مرزا صاحب کو

نبوت کا دعویٰ ہے جب اُن کی وحی کا مرتبہ کلام الٰہی ہونے میں ایسا ہی ہوا جیسا قرآن مجید ہے تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ مرزا صاحب کے نزدیک اُن کے الہامات کا منکر کافر نہ ہو بلکہ ضرور ہے کہ اون کے الہامات کا منکر ویسا ہی کافر ہوگا جیسا قرآن مجید کا منکر اب جو حضرات اُن پر ایمان لاچکے ہیں بالضرور اُنھیں اس قول پر ایمان ہوگا اور اوس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جو اون کے الہامات پر ایمان نہیں لائے اُنھیں وہ ویسا ہی کافر سمجھیں جیسا قرآن مجید کے منکر کو تمام مسلمان سمجھتے ہیں برادران اسلام اس قول پر مکرر غور کرکے اوس کے نتیجہ کو دیکھیں۔

قول مرزا

(۳) جب اُمت محمدیہ میں بہت فرقے ہوجائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور اُن سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اُس ابراہیم کا پیرو ہوگا ۔(اربعین نمبر ۳ ص۳۲)

(۴) اور اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گذر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت اسلام کی گئی تھی (اربعین نمبر۴ حاشیہ ص۱۱)

اوس کا نتیجہ

اس قول کو دیکھا جائے کہ اپنے یقینی الہام سے اپنا نام ابراہیم بتاتے ہیں اور نجات کا حصر اُس کی پیروی پر کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جو مرزا صاحب پر ایمان لاکر اُن کا پیرو نہیں ہوا وہ کافر جہنمی ہے اُس کی نجات نہیں ہے اِس کے بعد کے قول میں ایک عالم محدث کو جس نے اپنی عمر کا بڑا حصہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغ میں صرف کیا اُسے کافر بتاتے ہیں کیونکہ دعوت اسلام تو کافر ہی کو

ہوتی ہے میں نے جو مدعا اُن کے اقوال سے بیان کیا ہے اُس کی صراحت
مرزا صاحب کے رسالہ سیرۃ الابدال کے باب ۲ سے ظاہر ہوتی ہے اس باب
میں حضرت موسیٰ کا ذکر کر کے انبیاء بنی اسرائیل کو ان کا خلیفہ کہتے ہیں اور آخری
خلیفہ حضرت عیسےٰ کو بتاتے ہیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ
بتا کر ان ۖ کے بعد سلسلہ خلفا یعنی انبیا کا سلسلہ بتاتے ہیں اور اپنے آپ کو
خاتم الخلفا یعنی آخر النبیین کہتے ہیں اور رسالہ مذکور کے صـ۲۱ میں لکھتے ہیں۔

"ولکنا الجئنا بنص القرآن الی ان نؤمن بخلیفة منا ھو اٰخر الخلفاء علیٰ قدم عیسیٰ۔ وما کان لمومن ان یکفر به فانه کفره بکتاب الله ولا یفلح الکافر حیث اتیٰ"

ہم قرآن کے نص کی رو سے اس بات پر مجبور ہوگئے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ آخری خلیفہ اسی اُمت میں سے ہوگا اور وہ عیسےٰ کے قدم پر آئے گا اور کسی مومن کی مجال نہیں کہ اس کا انکار کرے کیونکہ یہ قرآن کا انکار ہے اور جو کوئی قرآن کا منکر ہے وہ جہاں جاوے گا عذاب کے نیچے ہے" یعنی کسی طرح اُس کی نجات نہیں۔

یہ عربی عبارت اور اردو ترجمہ مرزا صاحب کی مذکورہ کتاب کا ہے اس عبارت
میں مرزا صاحب اپنی نبوّت کو نص قرآنی سے ثابت بتاتے ہیں اور تمام
مسلمانوں کو ایمان لانے پر مجبور کرتے اور کہتے ہیں کہ جو میرا منکر ہے وہ
قرآن کا منکر ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن کا منکر کافر ہے اور کافر فلاح نہیں پائیگا
بلکہ جہاں جائے گا عذاب الٰہی اوسے نہ چھوڑے گا یعنی کسی صورت سے اسکی
نجات نہیں ہے۔ دنیا کے مسلمان مرزا صاحب کے اقوال پر نظر کریں
کس کس طرح سے نبوّت کا دعویٰ کرتے ہیں اور دنیا کے کچھ کم چالیس کروڑ
مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں اور اپنے اوپر ایمان لانے کو نجات کا مدار
ٹھہراتے ہیں۔ اب جو حضرات اون کے تمام اقوال پر ایمان لا چکے ہیں

وہ کیونکر تمام اہل قبلہ کو مسلمان سمجھ سکتے ہیں۔ اور اُن کا یہ کہنا کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے ناقص کہتے ہیں صداقت پر کیونکر محمول کر سکتے ہیں البتہ لفظ اہل قبلہ اور کافر۔ اور ناقص کے معنی اپنے خیال میں ایسے قرار دے لئے ہوں جو اس وقت ہم نہیں جانتے تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں دھوکہ دینے کے خیال میں صادق رہکر اپنا کام نکالیں۔ اِس کا فیصلہ میں دوربیں اور دانشمند حضرات کے حوالہ کرتا ہوں۔ اسکے بعد اِس دعوی نبوّت کے لئے پانچواں طریقہ بیان کرتا ہوں۔ اس میں اُن کے بعض وہ اقوال آپ کو دکھائے جائیں گے جن میں اُنھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ میں تمام اولیا اور انبیاء سے افضل ہوں جب تمام اولیاء سے افضل ہوئے یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمرؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے لیکر تیرھویں صدی کے اخیر تک جس قدر اولیاء کرام گذرے اُن سب سے مرزا صاحب کا مرتبہ زیادہ ہے اور اہل علم اور صوفیائے کرام جانتے ہیں کہ ان کے مرتبہ کے اوپر ولایت کا کوئی مرتبہ نہیں ہے نبوّت ہی کا مرتبہ ہے اس لئے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کو نبوّت کا دعویٰ ہے اور جب انبیا سے بھی فضیلت کا دعویٰ ہے تب تو نہایت روشن ہے کہ اعلیٰ مرتبہ کے نبوّت کے مدعی ہیں۔ پھر تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اون کا منکر کافر نہ ہو اور اُن کے پیرو اُنھیں کافر نہ سمجھیں۔ اب مرزا صاحب کا وہ قول نقل کیا جاتا ہے جس میں اُنھوں نے اپنے آپ کو تمام اولیاء سے افضل ٹھیرا کر صاف طور سے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

دعوی نبوّت کے ساتھ تمام اولیاپر افضلیت کا دعویٰ

قول مرزا صاحب

(۵) اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اِس اُمت میں گذر چکے ہیں

اُن کو یہ حصّہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ ان میں پائی نہیں جاتی (حقیقۃ الوحی صہ ۳۹۱ مطبوعہ قادیان میگزین ۲۰ مئی ۱۹۰۷ء)

اِس قول کا نتیجہ

اس عبارت میں صاف طور سے نبوّت کا دعویٰ ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ صحابہ کرام خصوصاً خلفائے اربعہ یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضؓ حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان غنی رضؓ حضرت علی رضی اللہ عنہم سے لیکر حضرت جنید رحؒ حضرت شبلی رحؒ حضرت نظام الدین اولیاء رحؒ حضرت معین الدین چشتی رحؒ حضرت غوث پاک جیلانی رحؒ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحؒ (علیہم الرحمۃ والرضوان) کوئی نبی ہونے کا مستحق نہ تھا صرف مرزا غلام احمد مستحق تھے۔
اس عبارت میں صاف طور سے تمام صحابہ اور تمام اولیاء اللہ سے اپنی افضلیت ثابت کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بعض مرزائی جو یہ کہتے ہیں کہ اُمت محمدیہ میں اور بھی نبی ہوئے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحؒ کو نبی بتاتے ہیں یہ اون کی محض ناواقفی یا دھوکہ دہی ہے۔ اس کے بعد اون اقوال کو ملاحظہ کیا جائے جن میں اُنھوں نے حضرت مسیح پر اپنی فضیلت کا دعویٰ بڑے زور سے کیا ہے حضرت مسیح صاحب شریعت رسول ہیں جن کی تعریف جا بجا قرآن شریف میں آئی ہے اور اُن کے معجزات کا ذکر کیا گیا ہے

دعویٔ نبوّت کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

قول مرزا صاحب

(۶) خدا نے اِس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اُس پہلے مسیح سے تمام

شان میں بہت بڑھکر ہے اور اوس کا نام غلام احمد رکھا

(دافع البلاء صفحہ ۱۳)

اس قول کا نتیجہ

اس قول میں نہایت صاف طور سے نبی مستقل اور صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ ہے کیونکہ مرزا صاحب اپنے تمام شان کو حضرت مسیح علیہ السلام پر بہت بڑھکر بتاتے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مستقل نبی صاحب شریعت تھے۔ اور جب مرزا صاحب اپنی ہر شان میں اُن سے بہت بڑھکر ہوئے تو بالضرور اُن کا یہ دعویٰ ہوا کہ میں مستقل نبی ہوں بلکہ بعض مستقل انبیا سے بہت بڑھکر ہوں صاحب شریعت ہوں اُس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریعی نبوت بھی ختم نہیں ہوئی آپ کے بعد مرزا صاحب صاحبِ شریعت نبی ہوئے (جس طرح دوسری صدی میں صالح بن طریف تھا) اور اون کا نہ ماننے والا کافر ہے اِس پر خوب غور کیا جائے کہ جب مسیح کے انکار سے یہود بالاتفاق کافر ہوگئے تو مرزا صاحب اپنے آپ کو حضرت مسیح سے بہت زیادہ عالی مرتبہ کہتے ہیں تو اُن کے ماننے والے بالضرور تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہوں گے جیسا تمام مسلمان یہود کو سمجھتے ہیں اب کسی احمدی کا زبان سے یہ کہنا کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے کسی طرح سمجھ میں نہیں آسکتا بجز اس کے کہ کسی خفیہ مصلحت سے اپنے دلی عقیدہ کے خلاف ظاہر کرتے ہیں۔

قول مرزا صاحب

(۷) اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر

بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اِس عقیدہ پر قایم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا (حقیقۃ الوحی صہ ۱۴۹ و ۱۵۰)

اِس قول کا نتیجہ

یہاں صریح طور پر دعویٰ نبوّت کے علاوہ نزول وحی کا دعویٰ اس زور سے اور ایسے عنوان سے ہے کہ کسی نبی نے نہیں کیا۔ یہ وہ دعویٰ ہے جس کے مدعی کو بالاتفاق تمام علماے متاخرین اور متقدمین کافر کہتے ہیں اس قول سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو حضرت مسیح پر فضیلت کلی دیتے ہیں اور اس قول کو پیش منظر رکھکر مرزا صاحب کے اُن الہاموں پر نظر کرنا چاہیے جن سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری ہو رہی ہے اور کہیں افضلیت کا بھی دعویٰ ہے مگر خاص طور سے نہیں عام طور پر غالباً جب اپنی ہمت پر پورا وثوق ہو جاتا اوس وقت دلی منشا کو ظاہر فرماتے بہر حال نبوّت کا دعویٰ اس قول میں صاف صریح طور سے ہے اور کنایۃً حضرت مسیح سے فضیلت کا بھی دعویٰ ہے (نعوذ باللہ منہ)

قول مرزا صاحب

(۸) خدا نے اس اُمت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھکر ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھسے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔

حقیقۃ الوحی صہ ۱۴۸

اس قول کا نتیجہ

ہمارے بھائی مرزا صاحب کے الفاظ اور طرز بیان کو ملاحظہ کریں کہ ایک جلیل القدر رسول کے مقابلہ میں اپنی تعلی اس طرح بیان کر رہے ہیں کہ انکی پوری تحقیر ہوتی ہے۔

صادقوں کی یہ شان ہرگز نہیں ہو سکتی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی رسول کے مقابلہ میں ایسا نہیں فرمایا بلکہ عموماً فضیلت دینے کو منع کیا۔ قرآن پاک میں جنکے لیے وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ اولو العزم من الرسل ارشاد ہو۔ اونکی تحقیر مرزا کر رہے ہیں

قول مرزا صاحب

(۹) اور جب کہ خدا نے اور اُس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخر زمانے کے مسیح کو اوس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جاے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو (حقیقۃ الوحی صـ۱۵۵)

اِس قول کا نتیجہ

اس قول کا نتیجہ بالضرور یہ ہوا کہ بعض وہ نبی جو اپنے آپ کو حضرت عیسےٰ سے بہت بڑھکر کہتے ہیں وہ علانیہ جھوٹ بھی بولتے ہیں کیونکہ اس قول میں کئی جھوٹے دعوی ہیں (۱) خدا نے فرمایا ہے کہ آخر زمانے کا مسیح پہلے وقت کے مسیح سے افضل ہوگا۔ (۲) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے (۳) تمام انبیاے کرام کا یہی قول ہے (۴) آخری زمانے کے مسیح کی فضیلت اُس کے عمدہ اور مفید کاموں کی وجہ سے بیان کی ہے مگر چاروں باتیں محض غلط اور جھوٹ ہیں قرآن و حدیث اور کتب سابقہ موجود ہیں کوئی احمدی دکھلاے کہ آنیوالے

مسیح کو پہلے مسیح سے افضل کہاں ٹھیرایا ہے اور اس مسیح نے سوائے اپنی شہرت کے کیا کارنامے دکھلائے اور اسلام کو اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچایا کوئی احمدی بیان تو کرے۔ بجز اس کے کہ دنیا کے مسلمانوں کو کافر ٹھیرادیا اور کیا کیا۔ اور اُس کے وقت میں اسلام پر اور مسلمانوں پر ہر طرح کی مصیبتیں آئیں۔

یہاں اس امر پر کامل طور سے نظر کی جائے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل کہتے ہیں اور اُن کے مریدین بھی ایسا ہی کہدیا کرتے ہیں اور کہیں نائب رسول اور خادم رسول اللہ کہتے ہیں اب یہ دیکھا جائے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو جن کا ظل کہتے ہیں اور جن کا نائب اور خادم بتاتے ہیں اونھوں نے بھی کسی نبی کا نام لیکر اپنے آپ کو اُن سے افضل کہا ہے اور کم سے کم یہ دکھایا جائے کہ اِس کو جائز رکھا ہے مگر ایسا نہیں دکھا سکتے بلکہ نہایت صاف طور سے اس کی ممانعت کی ہے اور خاص یہود کے مقابلہ کے وقت حضور انور نے فرمایا کہ تخیروا نی علی موسے یعنی مجھے موسے پر فضیلت ندو۔ یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے اور صحیح بخاری اور مسلم میں حضور انورؐ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ ینبغی لاحد ان یقول انا خیر من یونس بن متی۔ یعنی کسی کو یہ کہنا نہ چاہئے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ اب میں حق پسند حضرات سے بہ منت کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادوں کو پیش نظر رکھکر مرزا صاحب کے ان دعووں پر نظر کریں جو ابھی نقل کئے گئے اور اس کا فیصلہ کریں کہ جو نائب اور خادم ہوکر اپنے مخدوم کی ایسی صریح مخالفت کرے وہ کیسا ہے۔

اب وہ اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن میں مرزا صاحب نے تمام انبیا پر فضیلت کا دعوی کیا ہے۔

دیگر انبیا پر فضیلت کا دعویٰ

قول مرزا صاحب

(۱۰) بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اُس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنھوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُس نے اِس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنائے ہمارے نبی صلعم کے باقی تمام انبیاء علیہم السّلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صـ ۱۳۶)

اس قول کا نتیجہ

اس قول میں کامل غور کر کے دیکھا جائے کہ مرزا صاحب اپنی افضلیت کا دعویٰ کس کس طرح کرتے ہیں اور کیسے کیسے پہلو اس میں ہوتے ہیں۔ پہلے تو یہ کہتے ہیں کہ معجزات کے اعتبار سے میں اکثر انبیا سے افضل ہوں البتہ بعض انبیا ایسے ہیں جنھوں نے اس قدر معجزے دکھائے جس قدر میں نے دکھائے ہیں۔ اس کے بعد اپنے اس قول کو جھوٹا اور غلط ٹھیرا کر سچ اس بات کو ٹھیراتے ہیں کہ جس کثرت کے ساتھ میرے معجزات ہیں اور اون کا ثبوت قطعی اور یقینی ہے اِسقدر معجزات کا قطعی ثبوت کسی نبی کے لئے نہیں ہے۔ البتہ حضرت خاتم النبیین کو اس سے مستثنیٰ کرتے ہیں جس سے عوام کم علم یہ سمجھتے ہیں کہ مرزا صاحب صاف طور سے استثنا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی فضلیت ثابت نہیں کرتے مگر اہل علم اسے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب اِس قول میں تو اپنے

معجزات کو کثیر بتا کر اُن کے ثبوت کو قطعی او یقینی بتاتے ہیں اور دوسرا قول جو اِس کے بعد نقل ہوگا اُس میں خدا کی قسم کھا کر اُس کی تعداد تین لاکھ بتاتے ہیں ان دونوں قولوں کو ملا کر اہل علم بالضرور یہی نتیجہ نکالیں گے کہ مرزا صاحب اگرچہ ظاہر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو فضیلت ظاہرہ نہیں دیتے مگر باطن میں ضرور فضیلت دیتے ہیں کیونکہ تین لاکھ معجزات کے قطعی ثبوت کا دعویٰ نہ کسی ذی علم مسلمان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا اور نہ ہو سکتا ہے اِس لئے یہ کہنا ضرور ہوگا کہ مرزا صاحب کے اس دعوی کا نتیجہ بالیقین یہی ہے کہ جس قدر مجھ سے معجزات ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نہیں ہوئے۔ اور جب دونوں قولوں کے ساتھ اون کا وہ قول بھی ملایا جائے جو تحفہ گولڑویا میں ہے کہ رسول اللہ سے تین ہزار معجزے ہوئے تو کامل فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے معجزات کو سو حصے زیادہ جناب رسول اللہ کے معجزات سے بتاتے ہیں۔ اب اہل علم اِن تینوں قولوں پر نظر کریں اور پھر اس قول کے استثنا کو دیکھیں کسی منصف کو اب تامل ہو سکتا ہو کہ یہ استثنا عوام کے خوش رکھنے کے لئے کیا گیا ہے۔ اب ناظرین خود ہی فیصلہ کر لیں کہ یہ کیا بات ہی۔

قول مرزا صاحب

(۱۱) اور میں اوس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہی کہ اوسی نے مجھے بھیجا ہے اور اوسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اوسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی مطبوعہ مطبع میگزین قادیان صہ ۶۸)

اس قول کا نتیجہ

اس قول میں تین طور سے دعوی نبوت ہے اور اوس کی صداقت پر قسم کھاتے ہیں (۱) یہ کہنا کہ اُس نے یعنی خدا نے مجھے بھیجا ہے رسول ہونے کا دعویٰ ہے جسے خدا تعالےٰ ہدایت کے لئے بھیجے وہ بلاشبہ رسول ہے جب مرزا صاحب کا یہ دعوٰی ہے تو بالضرور خدا کے مستقل رسول ہونے کا دعویٰ ہوا (۲) صریح کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے میرا نام نبی رکھا۔(۳) یہ کہ مسیح موعود اپنے کو کہا اور مسیح موعود نبی ہوں گے۔ اور افضلیت کا دعویٰ اس طرح سے ہے کہ اپنے معجزات کو تین لاکھ بتاتے ہیں حضرت آدم سے لیکر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی نے ایسا دعوی نہیں کیا اور نہ کوئی اُن کا ماننے والا لکھتا ہے کہ فلاں نبی سے تین لاکھ معجزے ہوے یہاں لائق غور یہ بات ہے کہ معجزہ اور نشان خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور اس سے مقصود اُس رسول کی صداقت کا ظاہر کرنا ہوتا ہے اب ظاہر ہے کہ جس قدر اُس رسول کی عظمت اور مرتبت اللہ کے نزدیک زیادہ ہوگی اوسی قدر اوس کی سچائی اور صداقت کا اظہار زیادہ ہوگا۔ اب اس پر غور کرنا چاہئے کہ جب مرزا صاحب کا یہ دعوی ہے کہ میری تصدیق کے لئے تین لاکھ معجزے ظاہر ہوئے تو اوس کا نتیجہ بالضرور یہ ہوا کہ اللہ کے نزدیک میری عظمت اور میرا رتبہ اس قدر عالی ہے کہ کسی نبی کا نہیں ہے یہاں تک کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اوس مرتبہ کو نہیں پہونچے کیونکہ کسی نبی کے لئے اِس قدر نشانات تو کیا اس کے عشر عشیر کا بھی ثبوت نہیں ہے۔ جتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی نہیں ہے بلکہ بقول مرزا صاحب تین ہزار معجزے آپ سے ہوئے یعنی مرزا صاحب کے معجزوں کا عُشرِ عَشیر۔ غضب ہے

یہ قول مرزا صاحب کا ... اس قول کا ...

کہ ایسے دعوے کے بعد یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں ہے اُمتی نبی اور ظلی نبی ہیں۔ کیا ظل اور سایہ اپنے اصل سے اِس قدر بڑھ سکتا ہے۔

تمہید بیان دعویٰ افضلیت بر سرور انبیا علیہ السلام

یہاں تک جو اقوال نقل کئے گئے اون سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب کو دعویٰ نبوت بلکہ تمام انبیا سے افضل ہونے کا دعویٰ ہے۔ مگر میں بہ نظر توضیح اور بوجہ نہایت مہتم بالشان ہونے کے مرزا صاحب کے وہ اقوال پیش کرتا ہوں جن میں وہ اپنی فضیلت جزئی یا کلی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جس نے مرزا صاحب کی تحریریں ابتدا سے اُنکی آخر عمر تک کی محققانہ طور سے دیکھیں ہیں وہ یقین کر سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے بہت کچھ دعوے کئے مگر آہستہ آہستہ دعووں میں ترقی کرتے گئے یہ دعویٰ نہایت ہی عظیم الشان تھا اور مسلمانوں کے دلوں کو برہم کرنے والا اِس لئے اس میں اونھیں بہت ہی آہستگی اور نہایت حکمت عملی برتنی پڑی ہے پہلے تو نعتیہ قصائد اور عشقیہ اشعار بہت کچھ لکھے ہیں۔ پھر پادریوں اور آریوں کے جواب میں بعض رسائل لکھکر مسلمانوں کے دلوں کو اپنی طرف رجوع کیا ہے اس کے ساتھ اپنے خادم ہونے اور غلام ہونے کا بھی بجا دعویٰ کیا ہے۔

اس تمہید کے بعد آہستہ آہستہ کسی کسی فضل و کمال میں اپنی فضیلت دکھائی ہے اور کسی مقام پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصر رہنے کی طرح زاد دو وجوہ بھی پیش کر دئے ہیں (مثلاً ازالۃ الاوہام حصہ ۲ صفحہ ملاحظہ ہو) اس میں معجبہ

نہیں کہ بہت نیک دل سادہ مزاج ان تمہیدی باتوں کو دیکھ کر اون کے زوردار دعووں پر ایمان لے آئے اور پھر جو بات اس کے خلاف اون کے خیال میں آئی اوس کی تاویل کے درپے ہو گئے اور افسوس ناک اوس کی حالت ہو گئی مگر جب کوئی ذی علم حق پسند محققانہ طور سے ان تمہیدی باتوں میں غور کر کے اون کے اُن اقوال و افعال پر منصفانہ نظر کرے گا جو ان تمہیدی باتوں کے خلاف ہیں اوس کا کانشنس اوس کی حق پسندی بے اختیار کہہ اُٹھے گی کہ یہ تمہید مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے تھی اور اصلی غرض کچھ اور تھی یا کچھ لوگوں کی توجہ سے اون کی حالت بدل گئی اور اون کا حوصلہ حد سے زیادہ بلند ہو گیا۔ مگر اُن کی عمر نے وفا نہ کی ابھی تک وہ اپنی بلند پروازی کا پورے طور سے اظہار نہیں کرنے پائے تھے کہ اون کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور اون کی دلی تمنا پوری نہ ہوئی۔ ذرا سرسری طور سے اِس تمہید پر غور کر لیجئے۔ یہ تو فرمائیے کہ بہت شعرا کے نعتیہ قصیدے اور عشقیہ اشعار موجود ہیں پھر کیا اون کے مضامین کی بنیاد اون کا سچا عشق و محبت ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اون کی خیالی باتیں اور جھوٹے دعوے ہیں اور اون کے کذب کی صداقت اون کے دوسرے اقوال و افعال سے بخوبی ہو جاتی ہے اِسی طرح مرزا صاحب کے اقوال و افعال سے اُن کے عشق کی حالت معلوم ہوتی ہے مرزا صاحب کا ایک شعر یہ بھی ہے ؎

یا رسول اللہ فدائے ہر سر مویت شویم ✿ وقف راہ تو کنم گر جان دہندم صد ہزار

جس قدر عشق و محبت مرزا صاحب کے اشعار سے عموماً اور مذکورہ بالا شعر سے خصوصاً ظاہر ہوتی ہے اگر اون کے دل میں اوس کا تخم ہوتا تو کیا ممکن تھا کہ باوجود مقدرت کے وہ روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف نہ ہوتے اور جان کا

خوف بھی ہوتا تو نہایت جوش سے جان کے قربان کرنے کو موجود ہو جاتے حالانکہ خوف
کی کوئی وجہ نہ تھی انہیں تو الہام ہو چکا تھا۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور انہیں اپنے
الہاموں پر تو ایسا یقین تھا جیسا قرآن شریف پر پھر خوف کی گنجائش کہاں تھی۔ اس کے
علاوہ حرمین شریفین میں پوری آزادی ہے کوئی مذہب والا زیارت و حج سے روکا نہیں
جاتا۔ دیکھو انکا بیٹا حج کر آیا جب مجھے وہاں کے خطوط سے معلوم ہوا کہ شریف مکہ جو وہاں کے
حاکم ہیں مرزا محمود کو کافر جانتے تھے مگر کسی قسم کا تعرض اون سے نہیں کیا۔ البتہ باوجود
تحریک کے اون سے ملاقات نہیں کی۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑی دلیل اونکے
دعوے عشق و محبت اور دعوی غلامی کے غلط بنانے والی اور اون کی اصلی حالت
کھولنے والے وہ اشعار ہیں جو اونھوں نے قصیدہ اعجازیہ میں اپنی تعلی اور جگر گوشہ اور
قرۃ العینین رسول الثقلین حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے کسر شان میں لکھے ہیں کیا
کسی غلام اور عاشق سے یہ ہو سکتا ہے کہ اپنے محبوب کے محبوب سے اس قدر بے باکی اور
بے ادبی سے پیش آئے اور خاص اپنے مقابلہ میں اون کی تحقیر کرے جن کو رسول الثقلین
نے نہایت پیار و محبت سے اپنے گودوں میں کھلایا ہو اور جنھیں اہل جنت کا سردار
فرمایا ہو؟ بھائیو بلا طرفداری اس کا جواب دو۔ مگر جواب سے پہلے قصیدہ کے وہ
اشعار بھی ملاحظہ کر لو جن میں مرزا صاحب نے اپنے دل کا حوصلہ نکالا ہے۔ پھر کیا کوئی
صادق ان باتوں پر نظر کرکے مرزا صاحب کو محبت و غلامی کے دعوے میں سچا
کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اب اس کے توضیح کے لئے میں نمونہ کے
طور پر چند حوالہ پیش کرتا ہوں جن میں انھوں نے مختلف طور سے اپنی فضلیت کا
دعویٰ کیا ہے۔ مگر نہ اوس زور کے ساتھ جس طرح حضرت مسیحؑ کے مقابلہ میں کیا ہے۔
کیونکہ مصلحت وقت کے خلاف تھا۔
ذیل کے حوالوں کو غور سے دیکھا جائے۔

حضرت سرور انبیا پر فضیلت کا دعویٰ

اس سے پہلے تتمہ حقیقۃ الوحی سے مرزا صاحب کا دعویٰ نقل کیا گیا ہے کہ میرے بڑے بڑے نشان تین لاکھ تک پہنچتے ہیں - مگر اس پر بس نہیں کی بلکہ اخبار بدر مورخہ ۱۹ - جولائی ۱۹۰۶ء میں تین لاکھ سے زیادہ اپنے معجزات کو بیان کیا ہے اور لکھا ہے -

قول مرزا صاحب

(۱) جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں گذرتا الخ

اس قول کا نتیجہ

اس قول کو پیش نظر رکھ کر جب اون کی عمر کے مہینوں کا حساب کیا جائے اور اوس میں متعدد نشانوں کا ہونا مانا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے دعوی نبوت کی عمر میں سوا تین لاکھ معجزوں کے مدعی ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تحفہ گلڑویہ کے صفحہ ۴۰ میں لکھتے ہیں کہ تین ہزار معجزے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے "

ان دونوں قولوں کے ملانے سے ظاہر ہوا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میرے معجزات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے سو حصے سے بھی زیادہ ہیں یعنی سو حصے سے مجھے زیادہ فضیلت ہے جناب رسول اللہ صلعم پر کیونکہ جس قدر معجزات کا ظہور زیادہ ہوگا - اوسی قدر اوسے قربت خداوندی کا ثبوت زیادہ ہوگا - کیونکہ معجزہ کا ظہور خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے اپنے رسول کی حمایت اور اوس کی صداقت ظاہر کرنے کے لیئے اب جس قدر قرب زیادہ ہے اور اوس کی حمایت زیادہ منظور ہے اوسی قدر اوس نبی سے زیادہ معجزے ہوں گے -

برادران اسلام جناب سید المرسلین کے اس خفیہ توہین کو ملاحظہ کریں کہ مرزا صاحب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے سو حصہ کم مرتبہ سمجھتے ہیں یہاں سے بالیقین ثابت ہوا کہ دوسرے مقامات پر آپ کی بہت کچھ تعریف کرنا اور اپنے آپ کو خادم کہنا کسی مخفی غرض سے ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے بھائی غور نہیں کرتے۔

قول مرزا صاحب

(۲) لیکن پھر بھی دو نام دو نبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔ اور مسیح یعنی مؤید بروح القدس کا نام حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے اور نبیوں کی پیشگوئیوں میں یہ بھی تھا کہ امام آخر الزماں میں یہ دونوں صفتیں اکٹھا ہو جائیں گی (اربعین ۲ صفحہ ۱۳)

اس قول کا نتیجہ

اس قول میں غور کیا جائے اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک مؤید بروح القدس ہونے کی صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھی صرف مہدی ہونے کی صفت تھی یعنی ایک عظیم الشان صفت سے جناب رسول اللہ علیہ وسلم محروم تھے (نعوذ باللہ منہ) مگر مرزا صاحب دونوں صفت کے جامع ہیں اور جناب رسول اللہ صلعم سے فضیلت رکھتے ہیں۔

(۳) تمام دنیا میں کئی تخت اوترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ یعنی مرزا صاحب کا ۱۲ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۹)

اس قول کا نتیجہ

اس قول میں مرزا صاحب صاف طور سے اپنے آپ کو تمام انبیا پر فوقیت دیتے ہیں کیونکہ تخت اوترنے سے مقصود معمولی تخت نہیں ہو سکتا بلکہ مثالی طور پر عالی

مرتبہ رسالت و نبوّت کا تخت مراد ہو سکتا ہے جب مرزا صاحب کا تخت سب سے بلند بچھایا گیا تو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب تمام انبیا سے عالی مرتبہ رکھتے ہیں۔

قول مرزا صاحب

(۴) واتانی مالم یؤت احدا من العالمین

(استفتا صفحہ ۸۲)

اس قول کا مطلب اور نتیجہ

اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ مرزا صاحب کو جو مرتبہ دیا گیا وہ سارے جہان میں کسی ولی اور کسی نبی کو نہیں دیا گیا اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں یعنی حضور کو بھی وہ مرتبہ نہیں دیا گیا۔ (استغفر اللہ)

قصیدہ اعجازیہ کے صفحہ ۷۰ میں اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلعم کی اولاد ٹھیرا کر صفحہ ۷۱ میں اپنی فضیلت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

قول مرزا صاحب

(۵) لہ خسف القمر المنیر و ان لی
غسا القمران المشرقان اتنکر

ترجمہ

اوس[1] کے لیئے چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لیئے
چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا

یہ اونکا شعر ہے اور اونہیں کا ترجمہ ہے اس شعر میں پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

حاشیہ: [1] یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آردو محاورہ کے لحاظ سے حضور انور کے ساتھ مرزا صاحب کے ادب کو لحاظ کیا جائے کس بے ادبی سے ترجمہ کر رہے ہیں۔

نشان صرف چاند گہن[ع] کو بتاتے ہیں اور اپنا نشان چاند اور سورج دونوں کا گہن کہتے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار صداقت کے لئے تو صرف چاند گہن ہوا اور میری صداقت کے لئے چاند اور سورج دونوں کا گہن ہوا - اب میں اس سے بحث نہیں کرتا کہ چاند گہن اور سورج گہن کس طرح نشان ہوسکتا ہے اس تحقیق کے لئے ایک رسالہ خاص لکھا گیا ہے جس کا نام شہادت آسمانی ہے جس کو دیکھنا ہو اوس میں دیکھے - یہاں یہ کہتا ہوں کہ مرزا صاحب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنی ایک فضیلت بیان کرتے ہیں کہ اس قسم کا نشان حضور انور کے لئے ایک ہوا - اور میرے لئے دو ہوئے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ خاص فضیلت مجھے دی گئی -

سیرۃ الابدال مرزا صاحب کی ایک کتاب ہے جو عربی میں ہے اور موٹے موٹے حرفوں میں چھپی ہے اور درمیان میں اوس کا ترجمہ فارسی اور اردو - دونوں میں ہے اس کتاب کے صفحہ ۱۹۳ میں لکھتے ہیں - میں اوس کی عربی عبارت اور اردو ترجمہ نقل کرتا ہوں -

---

عہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ شق القمر تو مشہور اور متواتر ہے اور قرآن مجید سے اوس کا پتہ ملتا ہے - اور واقع میں یہ خرق عادت ہے تمام عقلا اسے معجزہ مان سکتے ہیں مگر چاند گہن کو معجزہ اور نشان کہنا مرزا صاحب ہی کے عقل کا تقاضا ہے کوئی ذی عقل تو اسے معجزہ نہیں کہہ سکتا - کیونکہ چاند گہن اور سورج گہن ہمیشہ ہوا کرتے ہیں اور کسی وقت ایک مہینے میں اون کا اجتماع بھی ہوتا ہے اور بالفرض اگرچہ یہ اجتماع کسی مدعی کے وقت میں نہ ہوا ہو بہرحال کسی ذی علم صاحب عقل کے نزدیک خرق عادت اور معجزہ نہیں ہوسکتا - اور اگر شق القمر کو چاند گہن کہا ہے تو یہ سراسر غلط اور دروغ محض ہے کہ میرے لئے دونوں کا گہن ہوا - کیونکہ یہاں بھی گہن کے معنی شق ہونیکے ہوں گے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ میرے لئے شق القمر اور شق الشمس دونوں ہوئے مگر ساری دنیا واقف ہے

قول مرزا صاحب

وقد مضى وقت فتح مبين في زمن نبينا المصطفىؐ وبقي فتح آخر وهو اعظم واكبر واظهر من غلبة اولى وقدّر ان وقته وقت المسيح الموعود من الله الرؤف الودود واليه اشارة في قوله تعالى سبحان الذي اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الخ

ترجمہ - اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گذر گیا - اور دوسری فتح باقی رہی - کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو اور اسی کی طرف خدا تعالےٰ کے اس قول میں اشارہ ہے۔ سبحان الذی اسریٰ الخ

اس قول کا نتیجہ

اس میں غور کیا جاوے کہ مرزا صاحب دو فتح مبین بیان کرتے ہیں ایک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور دوسرا مسیح موعود یعنی اپنے وقت میں اب خیال کیا جاوے کہ فتح مبین سے کیا مراد ہے چونکہ حضور انور سید المرسلین ہیں اور رسول اسی غرض[ف۱] سے آئے ہیں کہ لشکر شیطان کو شکست دیں

سابقہ حاشیہ

کہ یہ محض غلط ہے مرزا صاحب کے لئے دونوں کیا ایک کا بھی خسوف نہیں ہوا - اور اگر نہایت محدود عقل والوں کے طرح مرزا صاحب اور ان کے پیرو واقعی شق القمر کو محال بتائیں اور خدا تعالےٰ کی غیر محدود قدرت کو اپنی محدود عقل کے پابند کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان معجزے سے انکار کریں تو میں اس وقت صرف یہ کہوں گا کہ معمولی چاند گہن یا سورج گہن یا دونوں کا اجتماع ایک مہینے میں معجزہ نہیں ہو سکتا - ۱۲

ف۱ - اب نہایت ظاہر ہے کہ جس نبی کے وقت میں جس رسول کے ذریعہ سے جس قدر یہ فتح زیادہ

اور کفر اور شرک اور بد اعمالی کو مٹائیں اس لیے فتح مبین سے مقصود یہی ہوسکتا ہی
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ملک عرب میں جو لشکر
شیطانی کا نہایت غلبہ تھا اور کفر اور شرک اور بد اخلاقی کا زور تھا جناب رسول اللہ
صلعم نے اوس لشکر کو زیر کر کے اوس پر فتح مبین حاصل کی اور اوس ملک سے
کفر و شرک اور بد اعمالی کو مٹا دیا اور آپ کے صحابہ کرام اور خدام نے دنیا کے اور
لوگوں کو درست کیا یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
زمانے کو اور اپنے وقت کی امت کو خیر القرون اور خیر امتی قرنی فرمایا ہے
اور اوس کے بعد صحابہ اور تابعین کے زمانہ کو۔ مگر مرزا صاحب اُس فتح کو یعنی جو فتح
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوئی اور صحابہ اور تابعین کے
وقت میں ہوئی فتح عظیم نہیں کہتے بلکہ جو فتح مسیح موعود (غلام احمد) کے وقت میں
ہوئی۔ اور ہوگی وہ فتح اکبر ہے اور اعظم ہے اور اظہر ہے۔ اس لیئے ضرور ہے کہ

بقیہ حاشیہ

نمایاں ہوگی اوسی قدر وہ رسول عالی مرتبہ زیادہ ہوگا وہ زمانہ زیادہ خیر و برکت کا ہوگا اور جس قدر یہ
فتح کم نمایاں ہوگی اسی قدر اوس کے رتبہ میں کمی ہوگی اس وجہ سے اللہ کا ارشاد ہے۔ اب تمام مسلمانونکا
اتفاقی عقیدہ ہے اور قرآن و حدیث اس پر شاہد ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
سید المرسلین ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ رسالت خداوندی کا نتیجہ جس قدر اون کی ذات بابرکات سے
اعظم اور اکثر اور نہایت ظاہر ہوا کسی رسول سے نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے تمام رسولوں کے سردار قرار پائے۔ مگر
مرزا صاحب کا بیان تو اسے غلط بتا رہا ہے وہ تو یہ کہتے ہیں کہ ایسی عظیم الشان فتح مسیح موعود کے وقت میں ہوگی
یعنی مرزا صاحب کے وقت میں اور جو عظیم الشان نتیجہ رسالت کا مرزا صاحب کے ذریعہ سے ظاہر ہوگا وہ جناب رسول اللہ
کے ذریعہ سے ظاہر نہ ہوا ہوگا۔ اس لیئے مرزا صاحب سید المرسلین ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نہ ہوئے۔ اور خیر القرون مرزا صاحب کا زمانہ ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہ ہوا۔ اور
مرزا صاحب کے صحابی اور تابعی جناب رسول اللہ صلعم کے صحابہ اور تابعین سے افضل ہوئے۔ یہ سب دعوی ہو رہے ہیں

مرزا صاحب اکبر اور اعظم ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرزا صاحب کے صحابی افضل ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ حضور انور کا وہ قول جو ابھی نقل کیا گیا جسے امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے غلط ہے۔ نعوذ باللہ منہ

قول مرزا صاحب

(۷) ان اللہ خلق آدم وجعلہ سیدًا وحاکمًا و امیرًا علی کل ذی روح من الانس والجان کما یفھم من آیۃ اسجدوا لآدم ثم ازلہ الشیطان و اخرجہ من الجنان. وردّ الحکومۃ الی ھذا الثعبان ومسّ آدم ذلۃ وخزی فی ھذہ الحرب والھوان وان الحرب سجال وللاتقیاء مآل عند الرحمان فخلق اللہ المسیح الموعود لیجعل الھزیمۃ علی الشیطان فی اخر الزمان وکان وعدًا مکتوبًا فی القرآن

(سیرۃ الابدال کے آخر خطبہ الہامیہ کا حاشیہ درحاشیہ ص[ت]) مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان شہر رمضان ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء

سابقہ حاشیہ: گر منیج کے ساتھ اس لئے عوام اور نیم ملا نہیں سمجھتے۔ وہ اب تک اسی خیال میں ہیں کہ مرزا صاحب نبوت کا دعوی نہیں کرتے وہ نائب رسول ہیں یا ظلی بروزی نبوت کا دعوی کرتے ہیں۔ بعض نیم ملاؤں نے عوام کو سمجھا دیا کہ امتی نبی ہیں۔ بھائیو کچھ تو غور کرو۔ اور خدا سے ڈرو مرزا صاحب علانیہ نہایت صفائی سے نبوت کا دعوی کر رہے ہیں اور اپنے کو تمام انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ مگر اس دعوی سے قبل یہ بھی کسی وقت کہدیا ہے کہ ایک حیثیت سے امتی ہوں اور ایک حیثیت سے نبی ہوں۔ ۱۲ ار

حاشیہ: ۱ یہ مضمون خطبہ الہامیہ کے حاشیہ درحاشیہ میں مکرر ہے اس حاشیہ کے صفحات پر مرزا صاحب نے ہندسہ نہیں لکھا ہے بلکہ ہندسہ کے جگہ۔ آ۔ ب۔ ت لکھا ہے اس حاشیہ پر بھی حاشیہ ہزادہیں

اُس کا مطلب اور نتیجہ

اللہ تعالےٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اوسے تمام انسانوں اور جنوں کا سردار اور حاکم بنایا۔ پھر اون کو شیطان نے بہکایا اور جنّت سے نکالا اور حضرت آدم کی حکومت شیطانکو ملی۔ اور اس لڑائی میں آدم کو ذلت اور رسوائی ہوئی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخری زمانہ میں شیطان کو ہزیمت دے۔ یہ وعدہ خداوندی قرآن میں لکھا ہوا ہے "

مرزا صاحب کے اس بیان سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں مسلمانوں کو اونھیں نہایت غور اور عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ **اوّل** یہ کہ حضرت آدمؑ اور شیطان سے لڑائی ہوئی اور حضرت آدم باوجود نبی بلکہ ابوالانبیا ہونے کے ناکام رہے اور شیطان کے مقابلہ میں انھیں ذلت ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ کی سرداری اور حکومت شیطان کو مل گئی اور یہ اوس کے محکوم ہو گئے۔ **دوسرے** یہ کہ حضرت آدمؑ سے لیکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاے کرام کے وقت میں اور صحابہ کرام اور تمام اولیائے عظام کے زمانے میں شیطان کو ہزیمت نہیں ہوئی بلکہ تمام انبیا اور اولیا کے وقت میں شیطان کی حکومت رہی کسی اولوالعزم نبی نے بھی شیطان پر غلبہ نہیں پایا۔ اور نہ اللہ تعالےٰ نے اُنھیں شیطان کے مغلوب کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انبیا کی بعثت بیکار ہوئی کیونکہ انبیاے کرام اسی لیئے آتے ہیں کہ شیطان کو ہزیمت دیں اور مخلوق خدا کو شیطان سے بچائیں۔

تیسرے نہایت عظیم الشان دعوےٰ یہ ہے کہ مسیح موعود کو اللہ تعالےٰ نے

حاشیہ: دو مرتبہ اس مضمون کو لکھا ہے اوّل پہلے صفحہ کے حاشیہ میں اسے کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے پھر تیسرے صفحہ کے حاشیہ پر یہی عبارت ہے جو یہاں نقل کی گئی ۱۲

اس لئے پیدا کیا کہ آخر زمانے میں شیطان کو ہزیمت دی یعنی اللہ تعالے کے نزدیک مسیح موعود کا وہ مرتبہ ہے جو کسی ولی کا نہیں ہے کیونکہ دنیا میں رسول اور پیغمبر بھیجنے کی بہت بڑی غرض تو یہ ہے کہ شیطان کو ہزیمت دیں یعنی کفر و شرک اور بداعمالی کو مٹادیں مگر یہ کسی نبی سے نہیں ہوا اس غرض کے لئے خاص مرزا غلام احمد بھیجے گئے انھوں نے آکر اس کام کو کیا۔ بھائیو کیا کسی مسلمان کا ایمان اِن باتوں کو قبول کرسکتا ہے۔ حاشا و کلا ان باتوں کا ایک نہایت خبیث نتیجہ یہ ہی کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰ حضرت عیسےؑ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب شیطان سے مغلوب رہے ان تمام انبیاے کرام کے وقت میں شیطان ہی حاکم رہا۔ اور تمام انبیائے کرام محکوم رہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو برس کے بعد چودھویں صدی میں مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد نے شیطان کو مغلوب کیا۔ اور حضور انورؐ کا جو ارشاد تھا کہ زمانوں میں میرا اور میرے صحابہ کا زمانہ عمدہ ہے یہ ارشاد غلط ہے۔ (نعوذ باللہ)

بلکہ مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد کا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر ہے کیونکہ شیطان کو ہزیمت اسی وقت ہوئی اس سے پہلے نہیں ہوئی تھی۔

بھائیو! کوئی مسلمان اس نتیجہ کو سن سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ چوتھی بات مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے قرآن مجید میں موجود ہے وعدہ الہی ہے کہ اس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں اس کا نشان بھی نہیں ہے۔

طالبین حق ان عظیم الشان دعووں پر نظر کریں اور پھر اسے دیکھیں کہ کیسے غلط اور محض غلط دعوے ہیں جن کی غلطی کسی ذی علم پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی پھر

ایسے غلط دعوے کرکے تمام انبیاے کرام پر اپنی فضیلت ہی ثابت نہیں کرتے بلکہ سخت توہین کرتے ہیں۔ اب کوئی احمدی ہے کہ مرزا صاحب کے اِس دعوے کو قرآن مجید سے ثابت کرکے مرزا صاحب کو سچا ثابت کرے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ تمام احمدی ملکر تمام عمر سر ماریں۔ اب میں آخر میں مجبور ہو کر کہوں گا کہ جو حضرات ایسے غلط دعووں پر ایمان لا چکے ہیں جن کے قلوب ایسے صریح غلط دعووں کے ماننے سے تاریک ہوگئے ہیں اُن سے صداقت کی اُمید نہیں ہوسکتی اگرچہ وہ اپنی حالت کی وجہ سے معذور خیال کئے جائیں۔

حضرات۔ یہ ہیں مرزا صاحب کے دعوے جس سے ہمارے بھائی ناواقف ہیں اور مرزا صاحب کے قصیدہ نعتیہ دیکھکر اور وہ عاجزی کے الفاظ ملاحظہ کرکے (جن میں وہ اپنے تئیں خادم رسول اللہ صلعم اور احمد کا غلام کہہ کر مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں) مرزا صاحب کے معتقدین اور اُن سے حُسن ظن کر رہے ہیں۔ وہ وقت قریب تھا کہ جس طرح حضرت عیسےٰ کے مقابلہ میں بڑے زور سے کہہ چکے تھے کہ میں ہر شان میں اُن سے بڑھکر ہوں حضرت سرور عالم صلعم کے مقابلہ میں کہتے۔ مگر چونکہ مسلمان ہی اُن کے سلسلہ میں داخل ہوے تھے۔ اسلئے وہ خائف رہے اور صاف طور سے ایسی تعلی نہ کرسکے اور چونکہ عیسائی اُن کی طرف متوجہ نہ ہوئے اِس لئے حضرت عیسے کے مقابلہ میں صاف کہدیا۔

مرزا صاحب کا الہام

(۸) لولاک لما خلقت الافلاک

استفتا صفحہ ۸۵

اس الہام کا نتیجہ

مرزا صاحب اپنی وحی میں یہ الہام بیان کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو نہ ہوتا یعنی اللہ مجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان و زمین پیدا نہ کرتا۔ تیرے ہی وجہ سے تمام عالم کو آراستہ کیا

عام طور پر مسلمانوں میں یہ روایت مشہور ہے اور سب یہی جانتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ مضمون ہے۔ مگر اب مرزا صاحب اس مضمون کو اپنا الہام بیان کرتے ہیں اور اپنی فضیلت میں یہ کلام الٰہی بتاتے ہیں۔ غور کے بعد اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ یہ فضیلت خاص میرے لیئے ہے رسول اللہ صلعم کے لئے نہیں ہے۔ دو وجہ سے۔ ایک یہ کہ مرزا صاحب کا الہام ہے اور مرزا صاحب اپنے الہام کو ویسا ہی قطعی اور یقینی بتاتے ہیں جیسا قرآن مجید اوس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مرزا صاحب اپنے لئے تو اس فضیلت کو یقینی بتا رہے ہیں اب رہی دوسری جانب یعنی تیرہ سو برس سے تمام مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ یہ فضیلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اس کا غلط ہونا مرزا صاحب کے اور بیانات سے اظہر من الشمس ہوتا ہے کیونکہ اول تو اِس روایت کو الفاظ کے لحاظ سے محدثین نے صحیح نہیں کیا اب اگر معنی کے لحاظ سے صحیح بھی ہو تو مرزا صاحب ازالۃ الاوہام میں لکھ چکے ہیں کہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو مفید ظن ہوگی و الظن لا یغنی من الحق شیئا۔

پھر یہ ظنی ثبوت مرزا صاحب کے قطعی ثبوت کا کیسے مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب کے وہ اشعار بھی ملاحظہ کیجئے جن میں احادیث نبویہ کی دھجیاں اڑائی ہیں وہ اشعار یہ ہیں۔

ترجمہ	
اور خدا کی وحی کے بعد نقل کی کیا حقیقت ہے۔	هل النقل شیء بعد ایحاء ربنا
پس ہم خدا تعالےٰ کی حدیث کے بعد کس حدیث کو مان لیں	فای حدیث بعده نتخیر (ص۵۶)
اور حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں -	وقد مزق الاخبار کل ممزق
اور ہر ایک گروہ اپنی حدیثوں سے خوش ہو رہا ہے۔	فکل بما هو عنده یستبشر (ص۵۷)
ہم نے اوس سے لیا کہ وہ حی وقیوم اور وحدہ لاشریک ہے۔	اخذنا من الحی الذی لیس مثله
اور تم لوگ مردوں سے روایت کرتے ہو -	وانتم عن الموتی رویتم ففکروا (ص۵۷)
ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔	رأینا وانتم تذکرون رواتکم
اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں۔	وهل من نقول عند عین تبصر (ص۶۹)

ان اشعار میں مرزا صاحب اپنی وحی کے مقابل میں حدیثوں کو دو چیزوں سے تشبیہ دے رہے ہیں **ایک** تو ردی کاغذات سے یعنی جس طرح ردی کاغذات پھاڑ کر پھینک دئے جاتے ہیں اسی طرح میری وحی کے بعد حدیثیں پھاڑ کر پھینک دی گئیں - **دوسرے** تشبیہ قصے کہانی سے دی ہے یعنی جس طرح قصے کہانیاں لایق اعتبار نہیں ہوتیں خصوصاً جب وہ قصے چشم دید واقعات کے خلاف ہوں اسی طرح حدیثوں کو مرزا صاحب کہتے ہیں (احادیث نبویہ کی بے وقعتی عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے) **الحاصل** اس فضیلت کا ثبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو حدیث سے ہوتا ہے اور حدیث کا غیر معتبر ہونا پوری طور سے مرزا صاحب نے بیان کر دیا اس لئے یہ فضیلت رسول اللہ صلعم کے لئے ثابت نہیں ہوتی اور مرزا صاحب کا الہام بقول اون کے چونکہ قطعی ہے اس لئے یہ فضیلت ان الفاظ کے ساتھ مرزا صاحب کے لئے قطعی الثبوت ہوئی - اب جو حضرات جناب رسول اللہ صلعم کو افضل المرسلین اور سید الاولین والآخرین مان چکے ہیں وہ ملاحظہ کریں کہ مرزا صاحب

اس عظیم الشان صفت کو اپنے لئے خاص کرتے ہیں ذرا خیال تو کیجئے کہ جب تمام عالم کے لئے علت غائی ٹھیرے اور ایسے محبوب اور پیارے اللہ کے ہوئے کہ زمین و آسمان اور سید الانس والجان کا وجود بھی اُنھیں کی وجہ سے ہوا تو اُن کی فضیلت کا کیا ٹھکانا ہے۔ اب تو تمام عالم اُن کا ظل ٹھیرا۔ اور تمام کمالات انسانی وجود کے تابع ہیں اور جب وجود انسانی مرزا صاحب کے وجود کا طفیلی ہوا تو تمام کمالات انسانی بھی مرزا صاحب کا طفیل ہوئے۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ تمام انبیائے کرام اور اولیائے عظام اپنے کمالات و لایت اور نبوّت میں مرزا صاحب کے ظل ہوئے۔

الغرض اس الہام سے مرزا صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت سرورِ انبیا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وجود اور اپنے تمام کمالات میں میرے ظل ہیں اصل میں ہوں۔ مگر سخت حیرت ہے کہ اُن کے پیرو اُن کی باتوں پر ایمان لانے والے اُن کے اس الہام کا مطلب نہیں سمجھتے اور مرزا صاحب کو ظلی نبی کہتے ہیں اگر مرزا صاحب نے کسی وقت اپنے آپ کو ظلی نبی کہا ہو تو ایسا ہی سمجھ لیں جیسا حضرت مسیح کو پہلے اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور پھر شان میں اپنے آپ کو اُن سے افضل سمجھنے لگے۔ البتہ اس قدر فرق ہے کہ عیسائیوں سے اُنھیں اُمید نہیں رہی تھی اس لئے علانیہ طور سے اُن پر اپنی فضیلت کا اظہار کر دیا۔ مسلمانوں سے اُنھیں اُمید تھی کہ یہی لوگ ہم پر ایمان لائیں گے اس لئے علانیہ فضیلت کا اعلان مصلحت کے خلاف سمجھا البتہ ایسے الہامات ہو رہے تھے جن میں غور کرنے سے فضیلت ظاہر ہوتی ہے شاید بارش کی طرح وحی کا نزول نہیں ہوا تھا اس سے اصلی مدعا بیان کرنے کی نوبت نہیں آئی اور منتقم حقیقی کا پیام آپہونچا اور مرزا صاحب کو بے وقت جانا پڑا۔ افسوس ہے کہ ہمارے بہت

برادران اسلام ان باتوں سے غافل ہیں اور انھیں خادم رسول جان رہے ہیں اور اونکی اندرونی حالت سے بے خبر ہیں افسوس۔

اب میں مرزا صاحب کا ایک الہام اور نقل کرتا ہوں جس سے مرزا صاحب اپنی بہت ہی عظیم الشان فضیلت تمام انبیا پر ثابت کرنا چاہتے ہیں یہ الہام نہایت لائق توجہ ہے۔

الحکم جلد ۹ نمبر ۷ مورخہ ۲۴ - فروری ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۱ میں تو مرزا صاحب نے الوصیت عنوان قایم کر کے مضمون لکھا ہے اور طاعون کے غلبہ اور مخلوق کے تباہ ہونے سے بہت ڈرایا ہے اور اپنی طرف متوجہ کیا ہے پھر صفحہ ۱۲ کے آخر میں موٹی قلم سے لکھا ہے۔

تازہ الہامات

(۱) حضور کی طبیعت ناساز تھی حالت کشفی میں ایک شیشی[ف] دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا - خاکسار پپرمنٹ۔

(۲) اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَّ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

یہ عربی الہام حقیقۃ الوحی کے صـ۱۰۵ کی پہلی سطر میں بھی لکھا ہے۔ اب دیکھا جائے کہ یہ عربی عبارت بہت تھوڑے تغیر سے قرآن شریف کی آیت ہے سورۂ یٰسین کے آخر میں اللہ تعالےٰ کی عظمت و شان کے بیان میں اسطرح ارشاد ہے اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ یعنی اللہ تعالےٰ کی یہ شان ہے کہ جب کسی چیز کے ہوجانے کا ارادہ کرے اوسے کہدے کہ ہوجا وہ فوراً جائے گی۔

حاشیہ: [ف] کشف میں شیشی نظر آنا اور اوس پہ پپرمنٹ لکھا ہونا مرزا صاحب کے مخصوص مکاشفات سے ہے ایسے مکاشفات کسی اہل اللہ کو نہیں ہوئے۔ کیا کہنا ہے چودھویں صدی کے مسیح ہیں ۱۲

مرزا صاحب اپنے الہام میں اسی مضمون کو اپنے لئے بیان کرتے ہیں صرف فرق یہ ہے کہ اوس میں خدا تعالےٰ مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تیری شان یا تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے اور کہدے کہ وہ ہو جا فوراً ہو جائے گی۔

اس کا حاصل یہ ہوا کہ خدا تعالےٰ کی وہ خاص صفت جس سے اوس کی کامل قدرت ہر شے پر ظاہر ہوتی ہے اور جو کسی وقت کسی ولی اور کسی عالی مرتبہ نبی کو بھی نہیں دی گئی۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے دی گئی۔ اس میں دو طرح سے کلام ہے ایک یہ کہ مرزا صاحب کا یہ الہام بتاتا ہے کہ جو قدرت اور فضیلت و مرتبہ مرزا صاحب کو دیا گیا وہ کسی نبی اور کسی بزرگ کو نہیں دیا گیا یہاں تک کہ حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی نہیں عنایت ہوا۔ کیونکہ آپ نے کسی وقت اس مرتبہ پر پہنچنے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ قرآن مجید میں صرف اللہ تعالےٰ کی قدرت کے بیان میں یہ جملہ بیان ہوا یہ وہ عظیم الشان صفت ہے جس کی حد و انتہا نہیں ہے۔ اس کے عطا ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے گویا اپنی خدائی مرزا صاحب کے حوالے کر دی۔ اور اپنا شریک بنا لیا اور مرزا صاحب وہی کام کر سکتے ہیں جو خدا تعالےٰ کر سکتا ہے صرف فرق یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ خود ہی قادر تھا اور ہے اور مرزا صاحب کو خدا نے یہ قدرت دیدی اور اس خاص صفت میں اپنے شریک کر لیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اپنی خدائی میں شریک کر لیا۔ اور مرزا صاحب کو قادر مطلق کر دیا۔ اس بیان سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ مرزا صاحب کو دعویٰ ہے کہ میں تمام انبیا سے بہت ہی افضل ہوں حضرت سید المرسلین سے بھی میرا مرتبہ بہت ہی عالی ہے کیونکہ اس الہام نے تو مرزا صاحب کو خدائی کے درجہ تک پہنچا دیا اور خدا تعالےٰ میں

اور مرزا صاحب میں صرف بالذات اور بالغیر کا فرق رہ گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود بخود بلغیر کسی کے بنائے اس صفت کے ساتھ موجود ہے۔ اور مرزا صاحب کو

حاشیہ: ؎ حضرات مرزائی اپنے کم علمی اور ناسمجھی سے اس کے جواب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا کلام پیش کرتے ہیں ان عالی مرتبہ بزرگوں کے کلام سمجھنے کیلئے علم ظاہری کے علاوہ نور باطن ہونا چاہئے جس سے جماعت احمدیہ بالکل محروم ہے حاصل کلام شیخ بیان کرتا ہوں حضرت شیخ فتوح الغیب میں کسی کتاب سے نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندے سے فرماتا ہے کہ عالم میں ہر طرح کا تصرف کرنا یعنی کُن فَیَکُوْنُ خاص میرے لئے ہے۔ اگر تو میری کامل تابعداری کریگا تو میں تجھے کن فیکون کا مرتبہ عنایت کرونگا جس سے تمام عالم میں تو تصرف کرسکے۔ یہاں حضرت شیخ یہ نہیں فرماتے کہ یہ مرتبہ مجھے یا کسی کو عنایت کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدرت اور اُسکے فرمان بردار بندوں پر بے انتہا عنایت کو بیان کرتے ہیں یعنی اگرچہ کسی کتاب الٰہی اور کسی حدیث نبوی سے ثابت نہیں ہوا۔ کہ انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کو یہ مرتبہ دیا گیا نہ کوئی نبی اپنی وحی کا یہ مضمون بیان کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ مرتبہ عنایت کیا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی انتہا نہیں ہے اور اوس کی بندہ نوازی اور عنایت کی بھی حد نہیں ہے اس لئے اوس کی قدرت میں یہ بھی ہے کہ اپنے کامل فرماں بردار بندے کو تصرف کا یہ مرتبہ عنایت کرے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور غنا کے بیان میں فرماتا ہے يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ مرزا صاحب نے غالباً حضرت شیخ کا یہ کلام دیکھکر یہ دعویٰ کردیا کہ تصرف کا یہ مرتبہ مجھے عنایت کیا گیا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ مرزا صاحب کو دعویٰ ہے کہ مجھے وہ فضیلت دی گئی جو کسی ولی نبی کو نہیں دی گئی۔ یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ مرتبہ نہیں دیا گیا۔

طالبین حق کے لئے مرزا صاحب کے اسی ایک دعوے کا جانچ لینا کافی ہے جس سے اونکی حالت بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔ اوّل تو یہی ملاحظہ کریں اگر یہ الہام سچا ہوتا تو منکوحۂ آسمانی کا تا دم مرگ اونھیں انتظار نہ کرنا پڑتا اور اس قدر رسوائی نہ ہوتی صرف لفظ کُن کہدینے سے اوس کا شوہر مرجاتا یا طلاق دیدیتا یا محمدی خلع کرالیتی اور مرزا صاحب کے نکاح میں آجاتی غرضکہ جب تصرف کا پورا اختیار رکھا تو سب کچھ ہوسکتا تھا۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ اور آخر عمر تک بہت لوگوں کو انتظار میں رکھا اور خود بھی منتظر رہے جس سے یقینی طور سے ثابت ہوا کہ یہ الہام الٰہی نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

خدا تعالےٰ نے یہ صفت عنایت کی اس وجہ سے وہ قادر مطلق ہو گئے پھر یہ مرتبہ تو تمام انبیای کرام کے مرتبہ سے بہت ہی عالی ہے اب تو انبیا میں اور مرزا صاحب میں گو یا عبدیت اور معبودیت کا فرق ہو گا یا اوس کے نہایت قریب (نعوذ باللہ من ھذہ الکفویات) دوسرا کلام اس الہام پر ہمارا یہ ہے کہ مرزا صاحب اور اُنکے مریدین حضرت عیسےٰ کے مردہ زندہ کرنے کو محض غلط بتاتے ہیں اور اس کے صحیح ماننے کو شرک کہتے ہیں یعنی مردہ کو زندہ کرنا خدا کی صفت ہے بندے میں اس صفت کو ماننا شرک ہے اگرچہ باذن اللہ زندہ کرے اب میں دریافت کرتا ہوں کہ مردہ کا زندہ کرنا خدا کا ایک فعل ہے اور احیاے موتیٰ اوس کی صفت ہے۔ اس ایک صفت کا ظہور باذن خداوندی بھی کسی مقرب بندے سے نہیں ہو سکتا اور جو ایسا اعتقاد کرے کہ اللہ کے کسی مقبول بندے سے باذن خداوندی بطور معجزہ اس صفت کا ظہور ہو سکتا ہے اور کسی وقت ہوا بھی ہے۔ تو مرزا صاحب اور اون کے مریدین کے نزدیک وہ مشرک ہے۔ اب جو شخص ایسا دعوی کرے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے مارنے اور جلانے اور تمام باتوں کا اختیار کلی دیدیا ہے اور جس طرح خدا تعالےٰ کے لفظ کُن کہنے سے ہر ایک چیز موجود ہو سکتی ہے اور جسے نیست و نابود کرنا چاہے (یعنی پیدا) وہ نیست و نابود ہو جاتی ہے اسی طرح میرے کُن کہنے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اب جماعت احمدیہ بتائے کہ وہ مدعی اور اس دعوے پر ایمان لانے والے کتنے بڑے مشرک ہوں گے۔ اور کتنا بڑا پہاڑ شرک کا اون پر ٹوٹے گا غصہ نہ فرمائیں کیا وجہ ہے کہ اس الہام پر ایمان لانے والوں کو ابوالمشرکین

سابقہ حاشیہ: اپنے آپ کو ظل کہنا مسلمانوں کو متوجہ کرنیکے لئے تھا دراصل مرزا صاحب کا خیال اس کے برعکس تھا اور حضور انور کو خاتم النبیین نہیں مانتے تھے بلکہ اپنے تئیں خاتم النبیین اور سرور انبیا اعتقاد کرتے تھے۔ ۱۲

نہ کہا جائے انصاف سے مرزا صاحب کے اس الہام میں غور کر کے اس کا فیصلہ کریں اگر مرزا صاحب کو سچا جانتے ہیں تو اونھیں یہ الزام ضرور ماننا ہوگا۔

حاصل کلام

جس قدر اقوال مرزا صاحب کے نقل کئے گئے اون سے یقینی طور سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کو نبوت مستقلہ اور **تشریعی نبوت کا دعوی تھا**۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ وہ اپنے آپ کو افضل الانبیا اور خاتم الخلفا سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بھی اپنے آپ کو بہت افضل سمجھتے تھے۔ اور اپنے منکر کو کافر جہنمی کہتے تھے۔ اور اپنے اوپر ایمان لانے کو مدار نجات ٹھیراتے تھے۔ اب اون کے ماننے والے دو۔ تین فرقے ہوگئے ہیں ایک تو علانیہ طور سے اونھیں خدا کا رسول مانتے ہیں اور اون کے منکر کو کافر کہتے ہیں اور مرزا صاحب کے بعثت کا یہی فائدہ بتاتے ہیں کہ اون کے منکر یعنی تقریباً دنیا کے تنیس ۳۳ چالیس ۴۰ کروڑ مسلمان کافر ہوگئے۔

دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ ہم اونھیں مجدد اور بزرگ مانتے ہیں اور کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے مگر یہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آسکتا اور کوئی صاحب عقل اس کو باور نہیں کرسکتا۔ کہ مرزا صاحب کو اپنے دعووں میں صادق مانکر اور اون کے اقوال پر ایمان لاکر کوئی ذی فہم یہ کہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کو نبوت کا دعوے نہ تھا اور اون کا منکر کافر نہیں ہے۔ مرزا صاحب کے نہایت صاف وصریح اقوال پیش کردئے گئے اور ایک قول نہیں صحیفہ کے نمبر ۶ میں چند اقوال پیش کئے گئے ہیں جن سے اون کا دعوی نبوت اور اپنے منکر کو کافر کہنا آفتاب کی طرح روشن ہورہا ہے اور اس دعوے کو تین طریقوں سے ثابت کیا ہے۔

اس نمبر میں بھی یہ دونوں دعوے اون کے اقوال سے ثابت کئے ہیں اور دعوی نبوّت کو دو طریقوں سے ثابت کیا ہے۔ اس نمبر میں مرزا صاحب کے وہ اقوال نہایت قابل لحاظ ہیں جن میں اونھوں نے تمام انبیا پر صراحةً اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ضمناً اپنی فضیلت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ **سید محمد** جونپوری مدعی مہدویت نے دعوی نبوّت کے ساتھ انبیائے سابقین پر فضیلت کا دعوی کیا تھا مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اوسے اپنی فضیلت جتانے کی ہمت نہ ہوئی صرف برابری کا دعوی کرکے رہ گیا۔

مرزا صاحب اوس سے زیادہ بلند حوصلہ تھے۔ اس لئے اوس سے ترقی کر گئے اور جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر بھی فضیلت کا اظہار کیا۔ مگر صاف طور سے اس دعوے کے لئے مصلحت مانع رہی۔ مگر جو اقوال اوپر نقل کئے گئے ہیں اون سے بخوبی ظاہر ہے کہ اونھیں دعوی افضلیت ہی پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ اون کے ماننے والے اونھیں افضل الانبیا نہ سمجھیں اور اون کی نبوّت کی اشاعت نہ کریں البتہ اون کی دانشمندی کا یہ تقاضا معلوم ہوتا ہے کہ جب تک ہماری وقعت دنیا کے تمام مسلمانوں کے دلمیں نہ ہو اور ہیں وہ سچّا دین محمدی کا خیرخواہ پورے طور سے نہ سمجھ لیں اوس وقت تک مرزا صاحب کا نام نہ لو جب تمام مسلمان یا اکثر کی توجہ ہماری طرف ہو جائے گی اوس وقت ہم دین احمدی کا اعلان کریں گے اور جناب مرزا صاحب کی نبوّت پر زور دیں گے اس وقت اس پر زور دینا اور سب کو کافر کہہ دینا تمام مسلمانوں کو برہم کر دینا ہے۔ یہی مصلحت اونھیں دلی منشاء ظاہر کرنے کے مانع ہوئی ہے اور دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز پر

عمل کر رہے ہیں۔
ملاحظہ کیجئے کہ دہلی کی انجمن نے دو لائق اہل سنت کو خواجہ کمال الدین کی مدد کیلئے بھیجنا چاہا تھا مگر اونھوں نے منظور نہ کیا اور حیلہ کرکے ٹالدیا اپنے ہی گروہ کے شخص کو چاہتے ہیں سمجھنے والے اس سے سمجھ لیں اور اگر سچائی سے مرزا صاحب کی نبوّت سے اونھیں انکار ہے اور دنیا کے مسلمانوں کو وہ مسلمان جانتے ہیں۔ تو ہم اون کے خیر مقدم کے لئے ہر طرح حاضر ہیں۔ مگر مرزا صاحب کے اون اقوال کو غلط کہدیں جو اوپر نقل کئے گئے ہیں۔
ھذا ابلاغ لجمیع المسلمین ؕ وما علینا الا البلاغ المبین۔

المبلغ

ابو احمد رحمانی

حاشیہ صفحہ ۱۷

وہ اشعار اور اون کا ترجمہ ملاحظہ ہو

نمبر شمار	اشعار	ترجمہ
۱	وقالوا علی الحسنین فضل نفسہ اقول نعم واللہ ربی سیظہر	اور اونھوں نے کہا کہ اوس شخص نے امام حسن رضؓ وحسین رضؓ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا عنقریب ظاہر کر دیگا
۲	وشتان ما بینی وبین حسینکم فانی اُئید کل ان وانصر	اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے
۳	واما حسین فاذکروا دشت کربلا الی ھذہ الایام تبکون فانظروا	مگر حسین پر تو دشت کربلا کو یاد کرلو ابتک تم روتے ہو پس سوچ لو
۴	وواللہ لیست فیہ منی زیادۃ وعندی شہادات من اللہ فانظروا	اور بخدا اوسمیں کوئی بات مجھسے زیادہ نہیں ہے میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو
۵	وانی قتیل الحب لکن حسینکم قتیل العدے فالفرق اجلی واظھر	اور میں محبت کا کشتہ ہوں مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا اور ظاہر ہے

یہ پانچ شعر ہیں جو مرزا صاحب نے قصیدہ اعجازیہ میں حضرات حسنین اور خصوصاً حضرت امام حسین رضؓ کی توہین اور اپنی فضیلت میں لکھے ہیں اون کے مضامین کو عبرت کی نظر سے دیکھنا چاہیے کہ ایک اسلام کا دعویٰ رکھنے والا اور اپنے تئیں خادم رسول اللہ اور عاشق رسول کہنے والا اوسی سچے رسول کے جگر گوشہ کے مقابلہ میں اپنی فضیلت اس طرح دکھارہا ہے۔ پہلے شعر میں اپنی فضیلت کا دعویٰ کرکے اوس کے ظہور کے قسمیہ پیشگوئی کررہا ہے یعنی قسم کھاکر کہتا ہے کہ میری فضیلت امام حسین پر عنقریب

ظاہر ہو جاوے گی (مگر اب تک تو اوس کے نشان کا بھی ظہور نہ ہوا) دوسرے اور تیسرے شعر میں اپنی یہ فضیلت دکھاتے ہیں کہ مجھے ہر وقت خداتعالےٰ کی طرف سے مدد پہنچ رہی ہے اور امام حسین کو تو کربلا میں وہ مصیبت پہنچی تھی جسے یاد کرکے تم اب تک رویا کرتے ہو۔ بھائیو انصاف سے کہو کہ عاشق رسول کے خیال میں بھی ایسا مضمون گذر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یہ فضیلت دکھانا ایسا ہی ہے۔ جیسے ہیرودوس بادشاہ قاتل حضرت یحییٰ یا اور کوئی مخالف کافر دنیا کے ناز و نعمت میں رہنے والا حضرت یحییٰ کی مظلومیت اور شہادت کو دکھا کر حضرت یحییٰ پر فخر کرے۔

مرزا صاحب کے اس بیان کا یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ قران مجید کے نصوص قطعیہ میں جو مومنین کے ابتلا اور کفار کے تنعم دنیا کا ذکر ہے وہ سب غلط ہے (نعوذ باللہ) ایک فضیلت تو یہ دکھائی۔ دوسری فضیلت پانچویں شعر میں یہ بیان کرتے ہیں کہ میں کشتہ محبت خدا ہوں اور امام حسین دشمنوں کے کشتہ تھے۔ یعنی اونھیں محبت الٰہی سے واسطہ نہ تھا۔ اونکی شہادت محبت خدا کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ میں کشتہ محبت خدا ہوں کیونکہ چین سے گذر تی ہے قورما پلاؤ کھانے کو اور مشک و زعفران استعمال کرنے کو ملتا ہے۔

بھائیو انصاف سے کہو کسی مسلمان کے قلم و زبان سے یہ کلمات نکل سکتے ہیں۔ اور کوئی انسان رسول الثقلین پر ایمان لاکر اپنے مقابلہ میں اون کے قرۃ العینین کی فضیحتی اس طرح کر سکتا ہے؟ ذرا اپنے ایمان پر نظر کرکے جواب دینا چاہیے۔

ان اشعار میں ایک عظیم الشان عبرت ناک مضمون یہ ہے کہ مرزا صاحب تیسرے اور پانچویں شعر میں تمام مسلمانوں سے خطاب کرکے کہتے ہیں۔ حسینکم یعنی تمہارا حسین۔ اس میں تو شبہ نہیں ہے کہ جن کا ذکر ہو رہا ہے جنھیں تمام دنیا کے اہل سنت اور اہل تشیع اپنا امام اور مقتدا مان رہے ہیں وہ وہی حسینؓ ہیں۔ جو

سید المرسلین کے نواسہ ہیں جنھیں سید المرسلین نے اہل جنت کا سردار فرمایا ہے اور نجات کے لئے کشتی نوح ؑ کے مثل ٹھیرایا ہے اون کی نسبت مرزا صاحب کہتے ہیں کہ تمہارا حسین یعنی ہمارا نہیں ہے۔

ناظرین مرزا صاحب کی حالت کو اس سے سمجھ لیں میں اب زیادہ لکھنا نہیں چاہتا ۱۲

ضمیمہ نمبر ۷

حقانی ہائی کورٹ کا فیصلہ

تمام برادران اسلام سے عموماً اور جدید تعلیم یافتوں سے خصوصاً کچھ کہنا چاہتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ میری گذارش کو توجہ سے سُنیں گے اور یقین کریں گے کہ ایک دردمند اسلام کی یہ صدا ہے۔ اور مسلمانوں کے خیر خواہ کے شکستہ دل سے نکلی ہے۔ جنھوں نے مسلمانوں کے گذشتہ اور موجودہ حالت پر پوری قابلیت اور فہم وفراست سے نظر کی ہے۔ وہ جانتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہر طبقہ میں ہر قسم کے مسلمان تھے اور ہیں۔ بعض کم علم کم فہم۔ بعض علامہ وقت نہایت عالی فہم۔ بعض مشائخ وقت اور اسرار شریعت کے جاننے والے۔ بعض باوجود علم کے اِس کوچہ سے بالکل ناواقف۔ بعض دردمندان اسلام اور شریعت الٰہیہ محمدیہ کے پورے پابند اور اوس کے جاں نثار۔ بعض صرف زبانی اسلام کے مدعی اور پابندی احکام سے بے نصیب۔ مگر اہل کمال تاریخی حالات سے پوری اس کی شہادت دے سکتے ہیں کہ گذشتہ زمانہ میں جس قدر اہل فضل وکمال اور سچے دردمند اسلام ہوتے رہے ہیں اور کامل پابندی شریعت کے ساتھ دردمندی کا اظہار اون سے ہوتا رہا ہے۔ اب وہ حالت نہیں رہی ہے۔ اب بہت کم ایسے حضرات نظر آتے ہیں جنھیں علم وفضل اور تقویٰ کے ساتھ دردمندی اسلام اور مصالح وقت پر اون کی پوری نظر ہو۔ اِس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ اسلامی مصالح سے پوری طور سے وہی واقف ہوسکتا ہے جس کو علوم دینیہ اور پابندی شریعت کے علاوہ نور فراست اور کمال دانشمندی اللہ تعالیٰ نے عنایت کی ہے اور اوس نے اپنی عمر کا ایک حصّہ اسی غور وفکر میں صرف کیا ہے۔ اب عقل وانصاف پوری طور سے

اس کا فیصلہ کر سکتا ہے کہ جو حضرات پورے طور سے علوم دینیہ سے واقف نہیں ہیں اور نیز اسلام کی محبت نے اون کے کامل پیروی پر اونھیں مجبور نہیں کیا ہے وہ اپنے خیال کے بموجب کیسے ہی درد مند اسلام ہوں اور مصالح وقت پر اونکی نظر ہو۔ مگر اون کی سچی بہی خواہی کا مقتضا یہ ہونا چاہئے کہ ایسے عالم دیندار کے مقابل اپنی رائے کو فوقیت نہ دیں جس کی حالت ابھی بیان کی گئی البتہ اونھیں ضرور ہے کہ محبت اسلامی کی وجہ سے اپنی رائے ایسے متبحر عالم کے روبرو پیش کریں اگر ان کی رائے عمدہ ہے اور اوس عالی فہم ذی علم نے کسی جزئی ناواقفی سے غلط رائے قایم کی ہے تو وہ ضرور اپنی رائے سے رجوع کرے گا اور نہایت مسرت سے اس دردمند اسلام کی رائے کو قبول کرے گا۔

اس کے قبول کرنے میں بھی کسی صاحب کو تامل نہیں ہو سکتا کہ جس طرح عام طور سے جدید تعلیم یافتہ حضرات کو بے دین اور محض ناواقف سمجھ لینا غلط ہے۔ اسی طرح تمام علمائے دیندار سے بدگمانی کرنا اور اونھیں مصالح وقت سے ناواقف خیال کرکے اپنے علم کو ترجیح دینا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ ذرا غور کرنا چاہئے کہ جن حضرات کو علوم دینیہ سے پوری واقفیت نہیں ہے شریعت کی پابندی سے اونھیں دلچسپی نہیں ہے پھر وہ اسرار شریعت اور مصالح شرعی سے کیونکر واقف ہو سکتے ہیں۔ ہاں اگر اپنی محض ناواقفی سے اپنے آپ کو واقف سمجھیں اور زمانے کا اثر اون کے قلب میں خود بینی کا تخم بودے تو ہو سکتا ہے۔ مگر درحقیقت اس فیصلہ کے لئے علم دین کے علاوہ کمال دانشمندی اور بے نفسی اور انصاف کن طبیعت کی حاجت ہے تاکہ دونوں گروہ کے افراد کی حالت میں سچا فیصلہ کر سکے۔ میں نہایت ہمدردی سے اون سے سچی بات کہہ رہا ہوں۔

اس میں بھی شبہ نہیں ہے کہ گذشتہ زمانہ میں جس طرح کاملین اور سچے مجدد وقت

گذرے ہیں اسی طرح جھوٹے مجدد اور مدعی نبوّت بھی گذرے ہیں حضرت ابوبکر صدیق اور دیگر خلفا (رضی اللہ عنہم) اور حضرت جنید وشبلی علیہما الرحمہ اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت مجدد الف ثانی علیہم الرحمہ بھی گذرے اور اون کے ماننے والے اور اون پر کفر کا فتویٰ دینے والے بھی گذرے ہیں اسی طرح صالح اور ابو عیسے اور مسیلمہ[1] کذاب وغیرہم متقدمین میں اور سید محمد جونپوری اور علی محمد بابی وغیرہ متاخرین میں اور ان کا ساتھ دینے ولے اور اون پر کفر کا فتویٰ لگانے والے بھی گذرے ہیں۔ اسی طرح اب بھی صلحاے کاملین اور کسی مرتبہ کے مجدد گذر رہے ہیں اور متعدد مہدویت اور عیسویت اور امام وقت اور مجدد ہونے کا دعویٰ کر چکے اور بعض کر رہے ہیں مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی گذر چکے اور اون کے ماننے والے اور اون کے انکار کرنے والے موجود ہیں اور عبد البہا مدعی نبوّت ومہدویت اور بعض دیگر مجددین موجود ہیں اور ہر ایک کے کچھ نہ کچھ ماننے والے اور بعض کفر کا فتویٰ دینے والے بھی موجود ہیں۔ اب

ہم: [1] مسیلمہ کذاب کی حالت پر خوب غور کرنا چاہیئے اس نے بالکل ابتداے اسلام میں نبوّت کا دعویٰ کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کو مان کر مدعی نبوّت تھا حضور انور کی رسالت سے اوسے انکار نہ تھا اور یہ وہ وقت تھا کہ مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم تھی اور گویا تمام دنیا اسلام کے مخالف تھی۔ باایںہمہ ایسے نازک وقت میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ ارشد حضرت صدیق اکبرؓ نے اوس کاذب سے کسی قسم کی پالیسی نہیں برتی اور صاف طریقے سے اوس سے مقابلہ اوسی طرح کیا جس طرح اوس وقت اونھوں نے مناسب خیال کیا اور بالآخر اونھیں فتح ہوئی۔ اب جس وقت میں مسلمانوں کی تعداد چالیس کڑوڑ کے قریب بیان کی جاتی ہے اوس وقت اگر کوئی سچا مسلمان اپنے بھائیوں کی کثرت پر نظر کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے خلیفہ اول کی پیروی کرے اور

تعلیم یافتہ حضرات انصاف سے فرمائیں کہ وہ ان سب کو یکساں سمجھیں گے اور مسیلمہ اور صالح بن طریف پر کفر کا فتویٰ دینے والے کو ویسا ہی خیال کریں گے جیسا حضرت صدیق اور حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہم کے منکر اور کفر کے فتوی دینے والے کو ذرا اپنے نور ایمانی سے ملاحظہ کر کے اس کا جواب دیں۔ کیا ہر ایک جھوٹے مدعی کے ماننے والے صادقین سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمہارا انکار اور کفر کا فتوی ایسا ہی ہے جیسا حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت محبوب سبحانی رضؓ کا انکار اور کفر کا فتوی ہے۔ ضرور کہہ سکتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہ کہنا اونکا لائق توجہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ دونوں انکار اور کفر کے فتوی یکساں ہو سکتے ہیں۔ ذرا سوچکر جواب دیا جائے۔

الغرض یہ مختصر بیان ہر ایک منصف کے نزدیک اس قدر فیصلہ ضرور کرتا ہے کہ ایک مدعی کاذب بزرگان سلف پر کفر کا فتویٰ پیش کر کے اپنے آپ کو بزرگان سلف کے مثل قرار نہیں دے سکتا اور اپنے کفر کے فتوی کو ویسا ہی غلط نہیں کہہ سکتا جیسا بزرگان سلف پر کفر کے فتوی کو اہل حق کہتے ہیں۔ اب شخصی فتوی کے حق و باطل کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ ہر ایک اوس کا فیصلہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ بعض فتویٰ دینے والے حالات سے ناواقف اور کم علم ہوتے ہیں اور سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں اگرچہ وہ اپنے خیال میں اپنے آپ کو کم علم نہ سمجھتے ہوں

مناظرہ مناسبہ: کسی مدعی کاذب کے فتنہ کو مٹائے اور دین حقانی کی حفاظت اس وقت مناسب ہے۔ اوسے اہل حق اسلام کے سچے شیدائی کیا کہیں گے۔ آیا وہ اسلام کا سچا خیر خواہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پورا پیرو ہے یا جھگڑالو مولوی اور مسلمانوں کو کافر کہنے والا۔

ذرا حق پسندی اور مسیلمہ کے تقیہیں غور کر کے اس کا جواب دیا جائے کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ ایسے ذی علم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبرؓ کا پیرو نہ کہا جائے۔ ۱۲

اور دینداری کا خیال بھی اونھیں ہو بعض تعصب اور نفسانی غرض سے ایسا کرتے ہیں اور حق و باطل سے اونھیں غرض نہیں ہوتی۔ اس لئے ضرور ہے کہ فتوی دینے والا۔ علوم دینیہ میں کامل مہارت رکھنے والا۔ دیندار۔ بالخصوص حق پسند جس پر فتوی دے اوس کی حالت سے پورا واقف ہو۔ اب اگر اوس کے فتوی کی بنیاد صریح قول شارع علیہ السّلام کا ہے تو اوس کا اتباع ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اور اگر کمال علمی اور دیانت سے اوس کا استنباط ہے تو جو حضرات علم اور فضل وغیرہ صفات کمالیہ دینیہ میں اوس عالم دیندار کے مرتبہ کو نہیں پہونچے اونھیں بمقتضائے نص قرآنی وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ کے اوس کے قول کا اتباع چاہیئے اور اون کی راستی اور محبت اسلامی کا یہ تقاضا کسی طرح نہونا چاہیئے کہ ایسے عالم دیندار پر بدگمانی کریں۔

وما علینا الا البلاغ

خاکسار خیرخواہ اسلام ومسلمین
ابو احمد رحمانی

دردمندان اسلام سے التماس

مین نہایت دردمندی سے کہتا ہوں کہ یہ وقت نہایت نازک ہی ہمارے مقدس مذہب اسلام کے مٹانیوالے ہمارے ایمان کے تباہ کرنے والے بہت ہوگئے ہیں ہمیں آپکو چاہئے کہ علمائے کاملین کی صحبت کا شرف حاصل کریں اور ان کتابوں کو دیکھیں جو گمراہی سے بچانیکے لئے قدیم عیسائی اور جدید مسیحی حضرات کے جواب میں لکھی گئی ہیں یہ بھی کہونگا کہ صرف اپنے دیکھنے اور پڑھنے پر قناعت نہ فرمائیں بلکہ اپنے احباب کو اطراف متوجہ کریں تاکہ ان دونوں گروہوں کے فتنہ سے بچیں اُن کتابوں میں سے بعض یہ ہیں۔

نمبر شمار	نام کتاب معہ قیمت	
۱	پیغام محمدی صـ ۳۲۸ قیمت عصہ	اس میں مسئلہ تثلیث نصاریٰ کو غلط ثابت کر کے تعلیم اسلام کی خوبی کو دکھایا ہی اور پادریوں کو نہایت مسکت جواب دیا ہی۔
۲	دفع التلبیسات صـ ۱۶۴ قیمت ۸؍	اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے آپکی نبوت ثابت کی ہی اور محققین علمائے مسیحیہ کے اقوال آپ کی مدح میں نقل کئے ہیں۔
۳	فیصلہ آسمانی تین حصہ معہ تتمہ	اس میں چودھویں صدی کے فتنہ کو دکھایا ہے اور مرزا غلام احمد صاحب کے دعوی کا غلط ہونا اظہر من الشمس کیا ہی اس کے تین حصہ ہیں ہر ایک لائق دید ہی مگر تیسرے حصہ کی تحقیقات نہایت ہی قابل قدر ہیں قیمت حصہ اول ۲؍ حصہ دوم ۵؍ حصہ سوم ۶؍ ہر سہ حصہ ۱۲؍
۴	شہادت آسمانی قیمت ۲؍	اسمیں نہایت محققانہ طور سے ثابت کیا ہو کہ ۱۳۱۲ھ میں جو چاند و سورج گہن ماہ رمضان شریف میں ہوا یہ مہدی موعود کی علامت نہیں ہے۔
	حقیقۃ المسیح قیمت ۱؍	اس میں نہایت محققانہ طور سے دکھایا گیا ہے کہ صحیح حدیثوں میں جو علامتیں مسیح موعود کی بیان کی گئی ہیں مرزا غلام احمد صاحب میں ہرگز نہیں پائی گئیں بلکہ ان علامتوں کے خلاف اون کے وقت میں آگئیں ہیں۔

ان کے سوا اور بھی کتابیں چھوٹی چھوٹی ہیں جن سے مذہب قادیانی کی حالت معلوم ہوتی ہے مسلمانوں کو ضرور ہے کہ ان کتابوں کو دیکھیں تاکہ اس جدید فتنہ کے اثر سے محفوظ رہیں۔